وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ

عورتوں کے مردوں پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر ہیں

عورتوں اور لڑکیوں کا ماہوار رسالہ

النساء

نصر من اللہ و فتح قریب

زیر نگرانی انجمن خواتین دکن

جلد (۵) (ایڈیٹر) نمبر (۵)

مسز صغرا ہمایوں مرزا ام۔ آر۔ اے۔ اس۔ لندن

بابتہ ماہ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ مطابق جنوری ۱۹۲۴ء

فہرست مضامین

گنگا پرنٹنگ پریس میں چھپ کر دفتر النساء واقع تالاب ماں صاحبہ صغرا منزل حیدرآباد دکن سے شائع ہوا

(فی پرچہ ۴/)

ماہ ربیع الثانی کا پرچہ دسمبر تھا کاتب کی غلطی سے نومبر لکھا گیا۔ درست کر لینا چاہیے

کارروائی انجمن خواتین دکن

ماہ ربیع الاول جلسہ میلاد نبی میں یہ تحریک اور اعلان کیا گیا تھا کہ ہر چہارشنبہ کو سکرٹری صاحبہ کے بنگلہ میں بلا اطلاع دینے کے ممبران انجمن جمع ہوا کریں خدا کے فضل سے ۱۹ ربیع الثانی روز چہارشنبہ سے سب لوگ باغ عام میں اہلیہ جلال الدین صاحب مہتمم باغ عام کے بنگلہ پر جمع ہوا کرتے ہیں جو کچھ امداد ابتک غربا کو پہنچی جو کچھ وہاں ہوا کیا۔ لکھا جا رہا ہے۔

چہارشنبہ پہلے چہارشنبہ کو اسپیچ بچی دستی پر مسز ہمایون مرزا صاحبہ نے دی اور نوشابہ خاتون صاحبہ نے اسکیمیں لکھا مضمون بھجوا دیا جو سکرٹری صاحبہ نے پڑھ کر سنایا مطالعہ کتب تھا۔ بہت سے رسالے واخبار جو دفتر النسا میں آتے ہیں سب وہاں رکھے تھے جس نے جو چاہا پڑھا بعض لوگ اپنے گھروں کو لیکر گئے کہ پڑھ کر ہم آیندہ چہارشنبہ کو لا کر دینگے۔ مدرسہ رفیعہ واقع بازار نور خاں کی استانی صاحبہ نے سو روپیہ انجمن سے قرض طلب کئے کہ ایک سنگر مردہ بیل کی خرید کرنے میں موجودہ سنگر ایک بیل کی ہے جو کافی نہیں ہوسکتی سب نے منظور کیا سو روپیہ دیدئے گئے۔

دوسرا چہارشنبہ بیگم صاحبہ نذیر جنگ بہادر نے ایک بیوہ عورت کو بھیجا اس نے دونوں بچیوں لڑکیوں میں ماہانہ ملا ہوا ملتی ہے جو کافی نہیں ہوسکتی انجمن سے ماہوار مقرر کیجائے ممبران کمیٹی نے کہا تم کو ہم اسکول کیلئے نوکر رکھتے ہیں چھ روپیہ ماہوار دینگے اور تمھاری دونوں لڑکیوں کو انجمن کے اسکول میں جو بورڈنگ کرتے ہیں انکو کھانا کپڑا انجمن سے دیا جائیگا تم جوان ہو نوکری کرو لڑکیاں تعلیم پائینگی۔ اسکو منظور نہ ہوا وہ مفت ماہوار لینا چاہتی ہے۔

تیسرا چہارشنبہ اس چہارشنبہ کو چار ممبروں کو پان کی گئی چند ممبروں کو لکھا گیا تھا انھوں نے رفرشمنٹ وغیرہ بھیجا تھا دوسرے ماہ میں دوسروں کو لکھا جائیگا بدل بدل کر رفرشمنٹ منگایا جائیگا ایک یتیم بن ماں باپ کے چھ ماہ کے بچے کیلئے امداد مقرر ہوئی اور محل محسن صاحبہ ایک معذور عورت کو لائیں انکو دس روپے ماہانہ مقرر ہوئے۔ مدرسہ محمدیہ واقع [illegible] کی استانی نے [illegible]

چوتھا چہارشنبہ بیگم صاحبہ نواب غیاث الدین خان صاحب ایک عورت کو امداد کیلئے لائیں اور ایک عورت آئی کہ میری ماں اندھی ہے اسکو امداد ملنی چاہئے ان لوگوں کو یہ جواب دیا گیا کہ انجمن کی ماما تمھاری ماں کو دیکھیگی اگر درحقیقت سچ ہے تو امداد دیگی ایک غریب بیوہ کو ماہانہ مقرر ہوئے بعض خواتین کسی نے بیاڈمنٹن کھیلا کسی نے اخبار پڑھا غرض نہایت ہنسی خوشی سے وقت گزر گیا۔ بقیہ کیفیت امداد جو دیگئی تھی ماہ ربیع الثانی کے پرچہ میں درج ہوچکی ہے امید ہے کہ خواتین اس انجمن میں شریک ہوکر شکرگزار فرمائینگی۔ آپس میں ملنے کا ذریعہ یہی ہے اور غربا کو مدد بھی ملتی ہے باغ کی سیر بھی ہوتی ہے۔

میری پیاری معزز بہنو۔ انجمن کی مدد کرو تاکہ میری مدد بھی ہو میں ہمیشہ زندہ رہوں آپ لوگوں کو کیا مجھ سے محبت نہیں میں آپ کی خدمت گزار ہمدرد و مونس رفیق ہوں میری امداد ضروری ہے۔

خاکسار ایڈیٹر النسا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

النساء

شنکراچارج کے حالات

ان کا نام شنکر تھا باپ کا نام معلوم نہیں ہو سکا باپ کا سایہ کم سنی میں اٹھ گیا کوئی نامی گرامی خاندان سے ان کا تعلق نہ تھا۔ نویں صدی عیسوی کے آغاز میں پیدا ہوئے تھے۔ جنوبی ہند کا قصبہ چدامبرم میں پیدا ہوئے تربیت جو بچہ مشہور علم دوست باعزت وشہرت کے گھر میں پیدا ہو اس کی تربیت وتعلیم قدرۃً ہی بہتر ہو جائے تو خیر ورنہ اور کوئی صورت نہیں اس طرح کی تربیت وتعلیم لایق قدر ہے۔ شنکر بارہ برس کے سن میں اپنی ماں کے ساتھ مالابار میں رہتے تھے ماں کے سوا کوئی اور مربی وسرپرست نہ تھا وہ بیچاری بیوہ کی معمولی زندگی بھی بہت مشکل سے بسر ہوتی تھی وہ بہت نیک بی بی تھی اور مستقل مزاج عورت تھی جس طرح ممکن ہو سکا اپنے نور نظر کی تعلیم اچھی دلوائی خود شنکر بھی علم کے شایق تھے۔ سولہ سال کی عمر میں تمام شاستروں اور حکمت وفلسفہ اور علم الٰہیات پر پوری طرح عبور حاصل کر لیا۔ اب وہ مالابار ہی میں نہیں بلکہ ساری جنوبی ہند میں یکتا عالم وفاضل شمار کئے جانے لگے۔ شنکر کے بلند خیال عالی دماغ میں یہ بات جم گئی تھی کہ ہندوستان کے علم الٰہیات اور فلسفہ دین کی اصلاح ضروری ہے۔ بدھ کی رحلت کو ان کے زمانہ تک تقریباً پندرہ سو برس ہو چکے تھے اور جو سادہ مذہب بدھ نے قایم کیا تھا جہل وتعصب کی بلا نے اسے برباد کر لینے میں کچھ باقی نہ رکھا اس کی جگہ برہمن قدیم مذہب جاری ہو رہا تھا شنکر نے یہ قصد کر لیا کہ خواہ اس بارہ میں کسی مشکل کا سامنا ہو سرزمین ہند جو مقدس رشیوں کے لئے پر مسرت تھی پھر اس کو آراستہ بنائینگے تعلیم کی اشاعت کرینگے کیونکہ تعلیم کے بغیر سب اندھیرا ہے۔ شنکر نے دیکھا کہ یہ کام بغیر سفر کے حاصل نہیں ہو سکتا لیکن ان کی والدہ صاحبہ

اجازت نہیں دیتی تھیں ہر چند شنکر نے عجز وانکسار کیا مگر ماں نے اپنے لخت جگر کو اپنی نظر سے ایک منٹ کے
بھی جدا ہونا گوارا نہ کیا۔ ایک دن جبکہ وہ اپنی والدہ کے ہمراہ ایک گاؤں میں مہمان جا رہے تھے واپ
کے وقت راستہ میں ایک نالہ پانی سے لبریز ملا اس میں اتر پڑے اور گردن تک پانی میں جا کر ماں سے ک
اماں اگر آپ مجھ کو سفر کی اجازت نہ دیں گی تو میں اسی پانی میں ڈوب کر سفر آخرت کروں گا جب ہمیشہ کیل
آپ سے جدا ہو جاونگا ماں ایسی حالت دیکھ کر بے قرار ہو گئی دل پر جبر کر کے کہا میں نے تجھ کو اجازت
دیدی شنکر اجازت حاصل کر کے پانی سے باہر آئے ماں کو کندھے پر چڑھا کر پانی سے عبور کر کے گھر پہنچ گ

سفر و کارنامہ چند روز کے بعد ملابار کو خیرباد کہہ کر اپنی بڑھیا ماں کو اکیلا چھوڑ کر مشہور اور متبرک مقام تھے
سب کی زیارت کی۔ بڑے بڑے علما سے بحث ومناظرہ کیا ان کو اپنا ہم خیال بنا لیا۔ جو رشی جنگلوں و
پہاڑوں میں رہا کرتے تھے ان سب سے ملاقات کی ان سب کو بتایا کہ شاستروں کے سمجھنے کا جو طریقہ
انھوں نے نکالا ہے وہ درست ہے تاریکی کو روشنی سے بدل دیا اور نادانی کی جگہ علم و دانائی کو جلوہ گ
کیا۔ غرض تقریباً بلکہ تمام فضلائے ہند کو انھوں نے اپنا ہم صفیر بنا لیا شنکر نے گوتم بدھ کے مردہ فلسفہ اور تعلیم کو
زندہ کیا اس میں نئی روح پھونکی اور بدھ کی طرح ایک نئے مذہب کے بانی بنے انھوں نے اطراف ہند میں ایک
ایک عظیم الشان درویش خانہ کی بنیاد رکھی یہ خانقاہیں مٹھ کے نام سے مشہور ہیں۔ اس میں رہنے والے
سناسی کہلاتے ہیں۔ شنکر کی بنائی ہوئی خانقاہ کے نام یہ ہیں۔ (۱) سرنگاگری مٹھ ملک کشمیر میں ہے (۲) سردوا مٹھ
دوارکا میں ہے (۳) گوبردھن مٹھ سری کھیتر میں ہے (۴) جوشی مٹھ بدورک اسرم میں ہے اور شنکر کے معتقدین
نے اور دس مٹھ قایم کئے ہیں جن میں سے ہر ایک کسی مشہور سناسی کے نام سے منسوب ہے بدھ مت کے زاہدوں کا
نام ونشان تک نہیں ہے لیکن شنکر مٹھ کے سناسی اب تک دنیا میں موجود ہیں شنکر نے بدھ مذہب کو
زندہ کیا نئے روپ میں لایا لیکن آریہ مذہب کی اصلاح میں ان کو پوری کامیابی نہ ہو سکی انھوں نے آریہ
یا برہمن مذہب کی دینی کتابوں پر سخت اور اعلیٰ درجہ کی شرحیں لکھیں ہند و فلسفہ الہیات کو خوب چمکایا۔
اور ثابت کر دیا کہ ان کی تیغ قلم علمی دنیا کی فاتح اور ویدانتی مذہب جس کا ماخذ وید اور اپنشد تھے
زمانہ کی دستبرد سے نہ بچ سکا۔ بلکہ بعد میں ایسا خلط ملط ہوا کہ شنکر کے مروجہ مذہب کو ویدانتی دین سے
ممتاز ہو جانا پڑا حالانکہ اس کا ماخذ وہی ویدانتی دین تھا اور مدعا اسی سے تھا۔ ہند میں بت پرستی
نے ایسا رواج پکڑ لیا تھا کہ شنکر کا اس کے مٹانے کی کوشش کرنا بے سود ہوا آخر تھک کر شنکر نے اپنے مٹھ
میں کسی قدر ترمیم کے ساتھ مورتیں رکھیں شنکر کا خیال تھا جنکی چشم بصیرت کھل گئی ہے وہ بتوں کو قابل

ہ سمجھینگی۔ عام جہلا کو بتوں کی ضرورت ہے۔

تالیف۔ شنکر کی تصانیف مذہبی کتب کی شرحیں ہیں یا تفاسیر ہیں ویدانت کے فلسفہ اپنشد
بھگوت گیتا کی تفسیریں ذکر کے قابل ہیں۔ شنکر کے خیالات بہت بلند ہیں۔ شنکر نے تصنیف اور تالیف
کا سولہ برس کی عمر سے شروع کیا۔ یہ عمر بچپن ہی میں شمار ہوتی ہے۔ شنکر کی عمر ۳۲ سال کی تھی تو اس
کے آخر وقت تک ۱۵ یا ۱۶ سال سیاحت اور تصنیف و تالیف میں بسر کئے سفر میں آدمی کو اطمینان
نہیں ہوتا تصنیف و تالیف کا کام اطمینان و دلجمعی سے ہوتا ہے اس کم سنی میں شنکر نے جنوب سے
شمال تک تمام بلاد ہند کی سیر کی اور ہر جگہ وعظ و پند علمی گفتگو میں مصروف رہے سفر بھی اس
زمانہ ریل نہ موٹر پھر ایک مفلس آدمی کے لئے اس پر اکثر تعداد میں کتابوں کا چھوڑ جانا یہ ایک
کام ہے جو انسانی طاقت سے باہر ہے یا یہ کہا جا سکتا ہے وہ غیر معمولی انسان تھے۔

وفات۔ سیر و سیاحت میں پندرہ سال رہے اس مدت میں صرف ایک مرتبہ اپنی ماں سے ملنے اپنے
وطن میں آئے اس وقت ان کی ماں کی بری حالت تھی ماں کے انتقال کے بعد پھر وطن سے کشمیر چلے گئے
آخری سفر اس کے بعد جوشی مٹھ وہاں سے کدارناتھ مٹھ میں ۳۲ سال کی عمر میں رحلت کی۔ شنکر ایک
مفلس اور یتیم لڑکا تھا علم و فضل ملک و قوم کی عزت نے اسے یہ عزت بخشی وہ اسی وقت کے علما کا
تاج بے نظیر مصنف اعلیٰ درجہ کا راست گو ممتاز انسان بنا شنکر سے شنکر اچارج کہلایا اس کے
وفات کے بعد اس کو دیوتاؤں کی صف میں جگہ ملی اس کی تصانیف ہندوؤں میں علم دین کی کنجی
مانی جاتی ہے۔ بڑے بڑے پنڈتوں کا ان ہی کتابوں پر دار و مدار ہے علمی زندگی صرف ۱۶ سال
ہے اس قلیل عرصہ میں وہ دنیا میں ممتاز انسان بنا اپنے بعد آنے والوں کے لئے ایک نمونہ چھوڑ
گیا ہے کہ سعی و محنت و کوشش و جد و جہد سے انسان کو عزت و وقار حاصل ہو سکتا ہے اسکی
ماں کی تعلیم کا یہ سب کچھ اثر ہے۔ دیکھو غور کرو عورت اپنے لڑکے یا لڑکی کو جس طرح چاہے موڑ سکتی
ہے عورت کے ہاتھ میں ملک کی لگام دنیا کی باگ ہے۔ سیاہ و سفید عورت کر سکتی ہے ایک یتیم
لڑکے نے اس قدر ترقی کی فقط

صغرا ہمایون میرزا
ایڈیٹر النساء

امریکہ کا شش سالہ اخبار فروش لڑکا

فی زمانا ہندوستان میں تعلیم کا چرچا ہو رہا ہے جہاں دیکھو وہاں یہی آواز سنائی دیتی ہے کہ ...
کے بغیر اس ملک کی ترقی و بہبودی نہیں ہو سکتی۔ ایسے وقت میں ہم کو اس بات کی ضرورت معلوم ...
کہ دیگر ممالک کی تعلیم کا حال معلوم ہو اور خاصکر یہ بات کہ امریکہ کے محتاج و مفلس طلبا کس طرح ...
تحصیل کیا کرتے ہیں؟ کیونکہ ہندوستان ایک غیر مستطیع ملک ہے۔ یہاں کے لوگوں کے لئے امر...
محتاج طلباء کی حالت کو دریافت کر لینا بہت مفید ہوگا۔

ہمارے ملک میں قدیم طریقے کے مطابق طلباء گداگری کرکے پڑھتے ہیں۔ کاشی یا بنارس ...
طلباء کنیتروں[1] میں کھانا کھا کر اور بھوکے رہ کر علم سنسکرت کی تحصیل میں مشغول رہتے ہیں انکی ...
یا روحانی حالت اس قسم کی نہیں رہتی جو فارغ التحصیل ہونے کے بعد ملک کی خدمت کر سکیں۔ ...
طلباء سے جو دوسروں کے سہارے رہ کر گداگری کرتے ہوئے علم سیکھتے ہیں ملک کو فایدہ پہونچانے ...
امید کی جا سکتی ہے؟[2]

جو لوگ اپنی مدد آپ نہیں کر سکتے اور جو اپنے پاؤں کے بل کھڑے ہونا نہیں جانتے جنکو اپنا ...
کرنا نہیں سکھایا جاتا ہے ان سے ملک کی ترقی اور اہم کام کی تکمیل کرنے کی امید کرنا گویا ریتی پر عمارت ...
انسانی زندگی ایک بڑی معرکہ آرائی ہے۔ یہاں ہم کو اپنی لڑائیاں آپ ہی لڑنا چاہئے ...

---

[1] ایسے مقامات جہاں غریبوں اور محتاجوں کو مفت کھانا کھلایا جاتا ہے۔

[2] یہ اصل مضمون نگار کا خیال ہے اور ایک حد تک درست بھی ہے مگر اگلے علماء ہنود اور علماء اسلام جو ہند میں گز...
اور جن کا نام یورپ بھی عزت کی نگاہ سے لیتا ہے ان لوگوں نے تو ایسی ہی تعلیم پائی تھی تیل تک میسر نہ تھا دیئے ہی بھیک کے ...
کھا کھا کر علم کے آفتاب بنے اور ملک میں علمی عمل وہ وہ کارنامے دکھائے جو اسوقت تک آب زر سے لکھے ہوئے ہیں دور کیوں جائیں ایک ...
مذر تو در پل بیر پل دیانند سرسوتی راجہ رام موہن راجہ رنجیت سنگھ۔ بابا نانک کبیر سیواجی اور ملا حسن نظام الدین یحیٰی۔ قاضی مبارک۔ ...
وغیرہ وغیرہ ایسے حضرات گزرے ...
ایسی ہی گداگری کے نمونہ اور انھیں گدڑیوں کے ہیرے تھے جنکے نام سے یورپ اچھی طرح واقف ہے اور یہ لوگ فلسفہ حکمت تاریخ منطق اور شا...
اپنا آپ نظیر تھے ۱۲ مترجم

انسانی، دماغی، روحانی قدرت بڑھتی ہے۔ جو لوگ اپنے لڑائیاں دوسرے سے لڑواتے ہیں جو اپنے کام میں دوسروں پر بھروسہ رکھ کر کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ ایسے آدمیوں کی روحیں ڈرپوک اور دماغی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہمارے طلباء کو اپنے آپ پر بھروسہ کرنے کا اصول نہیں سکھایا جاتا اس لئے آج کل قوم کی قوم اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے سے قادر نہیں ہے۔ ہمارے حاجتوں کے پورا کرنے کے لئے اشیاء باہر سے آتے ہیں ہم اپنے کام کرنے کے لئے دوسروں کا منہ تکتے رہتے ہیں ہم میں انسانیت نہیں رہی معمولی کام کرنے کے لئے دوسروں کی منت اٹھانی پڑتی ہے یہ سب کمزوریاں ہم میں اس لئے آگئے ہیں کہ ہم لوگوں کو ابتداء میں اپنی مدد آپ کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ جب کوئی مشکل سامنے آپڑتی ہے تو ہم کو کچھ بھی سلجھائی نہیں دیتا۔

پچھلے گرمیوں کے موسم میں میں اپنے ایک دوست سے ملنے کے لئے رامپور (ضلع بجنور) گیا تھا۔ ہاتھی پر سوار ہو کر ہم لوگ رام گنگا کے بازو بازو سیر کرنے کے لئے گئے ان دنوں بارش نہیں ہوئی تھی۔ رام گنگا کے کنارے کے کھیت خشک ہو رہے تھے۔ ندی میں پانی بہت بھرا تھا کاشتکار بیچارے چھوٹے چھوٹے ڈولوں سے پانی بھر بھر کر کھیت کو پانی پہنچا رہے تھے ان کی یہ حالت دیکھ کر مجھے بہت جی میں آیا امریکہ میں ایسی حالت کہیں بھی دیکھنے میں نہیں آسکتی۔ روبرو واقعی بھاری ندی بہہ رہی ہے اور کنارے کی کھیتی سوکھ جائے۔ کتنی تعجب کی بات ہے اس کا سبب صاف ظاہر ہے کہ ہمارے ملک کے لوگوں نے اپنی عقل سے کام لینا نہیں سیکھا جب کوئی مشکلات آپڑتے ہیں تو تقدیر کے بھروسے ہمارے لوگ ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھ رہتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ اتنے پہاڑ ندی نالے ہوتے ہوئے بھی اس ملک میں کاشتکار کی یہ حالت ہے لوگ مشینوں کا استعمال نہیں جانتے۔ امریکہ میں ایک پمپ لگا کر ہزاروں بیگہ زمین کو پانی پہنچایا جاسکتا ہے۔

۱۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ تقدیر کے مسئلہ کے نہ سمجھنے سے غلط فہمی بڑھ گئی ہے جو سستی اور کاہلی کی بنیاد ہے۔ حالانکہ جو انسان کرتا ہے اسی میں قدرت کی طرف سے قوت دیجاتی ہے اگر اچھا کریگا اچھا ہوگا۔ بد کریگا بد ہوگا اور یہ دانائی نہیں ہے کہ جس بات کا علم مطلق نہ ہو اس کے بھروسہ پر بیٹھے رہیں اور یہ ظاہر ہے کہ تقدیر میں کیا لکھا ہے کسی کو علم نہیں ہے مگر اس کے بھروسہ پر دنیا جیسی ہو رہی خدا کی نعمتوں کا کفران کر رہی ہے اور یہ نہیں سمجھتی ہے کہ خدا نے اعضاء و جوارح کس غرض سے عطا کئے ہیں جس لئے وہ عطا کئے ہیں ان سے وہ کام لینا چاہئے اور سمجھے کہ ایک ملک دار کو اپنے اصلی منصوبوں میں کامیاب ہو اور جس قدر کوشش اور دماغ سوزی سے اپنے فن میں کامیاب ہو جاتے ہیں لوگ تعریف و مذمت کریں کہ کس بلا کا شخص ہے اور کیسی ترکیبیں معلوم ہیں کہ دن دہاڑے لوٹ لیتا ہے مگر گرفتار نہیں ہوتا اور عمدہ مفید کام کرنے والے ایسی کوشش نہیں کرتے اور اچھے کاموں میں انہماک نہیں کرتے بلکہ تقدیر پر شاکر رہتے ہیں غور کرنے کا مقام ہے کہ نا اہل نا اہلیت میں سبقت لیجاتے اور اہل اہلیت نہ صرف آگے بلکہ تقدیر پر چھوڑ دیتے!!

وہاں کے لوگ محنتی، متحمل اور آپ اپنا کام کرنے والے ہوتے ہیں مگر اس کے خلاف ہمارے لوگ اپنی عقل سے بالکل کام نہیں لیتے جو کچھ باوا آدم کے زمانہ سے چلا آتا ہے اسی کو پیٹتے چلے جاتے ہیں آگے بڑھنے کا نام نہیں لیتے۔ مدرسوں میں پڑھانے والے مدرس جیسے کچھ ہیں ظاہر جو طالب علم اپنا سوال آپ نہیں کرتا اور دوسروں کی نقل کر لیتا ہے وہ آخر میں کسی کام کا نہیں رہتا۔ نہ تو اس کی عقل ہی بڑھتی ہے اور نہ تو اس کی چال چلن ہی درست ہوتی ہے نہ تو اس میں انسانیت ہی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ آج کل اسی قسم کی تعلیم ہم اپنی اولاد کو دے رہے ہیں کیونکہ ہماری تعلیم کا دارومدار گداگری پر ہے۔

اب ہم سب سے پہلے امریکہ کے ایک لڑکے کا حال تمثیلاً بیان کر کے اپنی بات کو صاف کرتے ہیں میں ایک وقت سی ٹی ٹل میں ڈاک خانہ سے ڈاک لینے گیا لوٹ کر راستہ میں سڑک پر ایک چھ برس کے بچے کو اخبار بیچتے دیکھا۔ جب میں اس کے پاس سے گذرا تو اس نے مجھ سے کہا۔

مسٹر کیا آپ اخبار خریدیں گے۔

میں نے آہستگی سے جواب دیا نہیں مجھے اخبار نہیں چاہئے،

لڑکے نے میٹھی آواز سے کہا، صرف ایک پیسہ زیادہ نہیں۔

نہیں مجھے اخبار کی ضرورت نہیں ہے"

اس کے اصرار پر میں نے جیب سے ایک پیسہ نکالا اس سے اخبار خرید کیا اور پوچھا

"کیا تمہارا باپ غریب ہے"

لڑکا بہت متعجب ہوا اور میری طرف دیکھ کر بولا آپ نے اس طرح کیوں پوچھا"

میں - کیونکہ تم اخبار بیچ رہے ہو۔

لڑکا "کیا اخبار بیچنے والے غریب ہوتے ہیں"

میں (شرمندہ ہو کر) نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ تمہاری اتنی چھوٹی عمر اور ابھی سے تم اخبار بیچ کر کمانے لگ گئے ہو۔

بڑی حیرانی سے اس لڑکے نے میری طرف دیکھا اور پھر بڑے جوش سے بولا

لڑکا۔ دیکھئے مسٹر میرا باپ غریب نہیں ہے لیکن میں اپنے باپ کے سہارے رہنا نہیں چاہتا جو کپڑے میں پہنے ہوئے ہوں یہ میری اپنی محنت سے خریدے ہوئے ہیں اور جو خرچ مجھے چاہئے وہ اپنی محنت و مشقت سے کماتا ہوں میرے پچاس ڈالر (ایک سو پچاس روپیہ)

یں جمع ہیں۔
اس لڑکے کے ان الفاظ نے مجھ پر بہت بڑا اثر کیا۔ میں نے غور کیا کہ امریکہ کا چھ برس کا لڑکا
ندگی آزادی سے بسر کرتا ہے اس کو کسی کی پرواہ نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ میں انسان ہوں۔
عالیٰ نے مجھے ہاتھ پیر دئے ہیں۔ اور وہ ان کو حسب مناسب کام میں لانا جانتا ہے۔ ایک ہمارا
لک ہے جہاں چھ برس کے لڑکے کو منہ دھونے کا بھی شعور نہیں ہوتا۔ کیا چھ برس کا بچہ کیا
ی اور مدرسوں کے پڑھنے والے طلبا اپنے ماں باپ کے اوپر رہ کر تحصیل علم کرتے ہیں۔ اگر کسی
ے میں ان کو خرچ نہ پہونچ سکے تو ان کا پڑھنا لکھنا بند ہو جاتا ہے جن کے ماں باپ پڑھا نہیں
ہ وہ تحصیل علم سے محروم رہتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ کسی نے کیا بھی تو بھیک مانگ کر پڑھا نتیجہ
تو ا ہے کہ ان کو اپنی زندگی میں معرکہ زندگی کی تیاری کا موقعہ نہیں ملتا ان کو اپنے آپ پر
وسہ نہیں ہوتا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ کبھی بھی اپنے آپ کام کرنے کی عادت
یں ڈالتے۔ (باقی آئندہ) منقول۔

استعمال درشتی و نرمی

درشتی بہ نرمی بہم در بہ است　　چو رگ زن کہ فصاد و مرہم نہ است

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح فصاد زخم بھی کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس پر مرہم
ی لگاتا ہے اسی طرح اگر ہر کام میں سختی اور نرمی استعمال کی جائے تو بہتر ہے۔ ہر چیز کی
یادتی مضر ہوا کرتی ہے۔ اگر ہم ہمیشہ سختی سے ہر کسی کے ساتھ پیش آیا کریں تو اس کا اثر
ا رہتا ہے یا زیادہ نرمی کو برتیں تو اس کا نتیجہ بھی بُرا ہوتا ہے۔
مثلاً اگر ایک استاد اپنے شاگردوں کے ساتھ ہمیشہ بری طرح پیش آیا کرے اور ذرا ذرا سی
لطی پر مارا کرے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شاگرد بے حیا ہو جاتے ہیں اور انکو مار کا خوف
ی باقی نہیں رہتا نیز ان کی نظر میں ایسے استاد کی قدر و منزلت بھی نہیں ہوتی۔ تعلیم بھی
ار نہیں ہوتی۔ برخلاف اس کے اگر کوئی استاد اپنے شاگردوں سے نہایت ملائمت سے پیش
ے تو یہ بھی ان دونوں کے حق میں بُرا ہے پہلے تو یہ کہ شاگرد اس کے سر چڑھ جاتے ہیں

نظم

ہمت کیا ہوئی ہم میں جو تھی اسلام کی
مسلمانی ہماری رہ گئی اب نام کی

فلاکت چھا رہی ہے چار سو ہم پر زمانہ میں — خبر لیکن ہمیں اب تک نہیں انجام کی بہ
تباہی اک طرف اور پھر شماتت اہل دنیا کی — تسلی ہو تو کیونکر ہو دل ناکام کی بہ
سمرنا کی مصیبت نے دلوں کو کر دیا پانی — نہ جانے اور کیا قسمت میں ہے اسلام کی بہ
زمانہ میں کبھی پلہ ہمارا سب سے بھاری تھا — نہ تھی مطلق ہمیں پروا کسی آرام کی بہ
ہوئے ہیں پست ہم ایسے کہ نظروں میں زمانہ کی — یہ ہستی باعث ذلت ہے اب عوام کی بہ
کہیں بہتر ہے اک دم ڈوب مرنا ایسی خواری سے — یہ ذلت کی بھی آخر زندگی کس کام کی بہ
ترقی قوم کی موقوف ہے اب علم و دانش پر — رہیں دشمن نہ سمجھو اب کہیں جو کام کی

کنیزو قوم کی بہبود ہے تعلیم نسواں پر
انہی پر منحصر ہے اب بقا اسلام کی بہنو

کنیز فاطمہ از چھل گو

مطالعہ کتب

بزرگ خاتونو! اور عزیز بہنو! آج میں آپ کی توجہ ایک مفید عنوان پر مبذول کرانا چ
ہوں وہ عنوان مطالعہ کتب ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے طبقہ میں اس مفید و کارآمد شغل س
کوئی چرچا نہیں۔ خانہ داری کی مصروفیتوں۔ گھر بار کے بکھیڑوں۔ بچوں کے رکھ رکھاؤ میں ہما
سارا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہم عورتوں کے فرائض بہت اہم ہیں۔ بچو
نگہداشت و پرورش و تربیت، خانہ داری ملازمین پر نگرانی، صاحب خانہ کے آرام وضرور
کی سربراہی، سینا پرونا غرضکہ ہزار ہا مصروفیتیں اور کام ہمارے ذمہ ہیں۔ لیکن ان تمام مشا
کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی روحانی تفریح اور دماغی و ذہنی قوتوں کی نشو ونما کے لئے بھی وقت
کرنا چاہئے۔

محترم بہنو۔ جس طرح کہ جسم کی نشو ونما کے لئے محنت و ورزش کی ضرورت ہے اسی طرح دما

و ذہن کی ترقی کے لئے مطالعہ کی حاجت ہے۔ اگر جسم سے کام لینا چھوڑ دیا جائے تو یقیناً جسم بھدا اور ناکارہ ہو جائیگا اور طرح طرح کی بیماریاں آن موجود ہونگی یہ قدرت کا اٹل ہوا اصول ہے کہ اگر اس کی بخشی ہوی قوتوں سے کام نہ لیا جائے تو وہ ناکارہ اور بے کار ہو جاتی ہیں یہی حال دماغ کا ہے۔ اگر ہم اس سے کام نہ لینگے تو وہ کند اور بے کار ہو جائیگا اور ذہنی چستی و سرگرمی جاتی رہے گی۔

شاید ہم سے بعض بہنیں اپنی کم فرصتی کا عذر پیش کرینگے۔ مگر یہ عذر ٹھیک نہیں ہو سکتا اسلئے کہ ہمارے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم اپنے تمام کام دھندے اور دیگر فرایض کو چھوڑ کر کتاب کا کیڑا بنجائیں اور اپنے متوضہ مشاغل کی جانب سے بے پروا ہو جائیں۔ اس طرح کا انہماک اور مصروفیت بعض خاص خاص صورتوں کے دماغ کو گنٹھل اور ذہن کو بجائے مجلی و روشن کرنے کے پریشان اور کند کر دیتا ہے۔ جس طرح کہ حد سے زیادہ جسمانی محنت و مشقت انسان کو ناکارہ کر دیتی ہے اور ضعیف و ناتوان بنا دیتی ہے اس سے قطع نظر ہمارے بے شمار فرایض ہمیں اتنی مہلت کب دیسکتے ہیں کہ ہم رات دن کتابوں کے مطالعہ میں غرق رہیں۔

بہنو، کمی لیاقت، کم علمی، محدود استعداد بھی مطالعہ کتب کے لئے مانع نہیں ہو سکتی اس لئے کہ استعداد علمی صرف مطالعہ ہی کے ذریعہ سے پوری مکمل ہوتی ہے۔ جس قدر ہمارے مطالعہ میں ترقی ہو گی علم اور معلومات میں اضافہ ہوتا جائیگا مطالعہ کرنے والے خواہ نوعمر ہوں یا سن رسیدہ، جوان ہوں یا بوڑھے خواہ جنس ذکور میں سے ہوں خواہ صنف اناث سے سب یکساں مستفید و بہرہ مند ہو سکتے ہیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا علم خواہ کتنا ہی محدود، کتنا ہی کم کیوں نہو ہم اس سے مطالعہ سے خاصی ترقی دیسکتے ہیں۔ ایسی بہت سی مثالیں گزر چکی ہیں کہ معمولی لکھے پڑھے آدمیوں نے مطالعہ کی مدد سے اپنے معلومات کو مکمل و وسیع بنایا اور دنیا میں بڑے بڑے نامور شخص مشہور ہوے۔

خواتین۔ ہمارے لئے سب سے بڑی خوش قسمتی کی بات یہ ہے کہ ہماری سرکار فیض آثار نے فرخندہ بنیاد شہر حیدرآباد میں محکمہ تراجم کی بنیاد ڈالی ہے جس کی بدولت اب ہر قسم کے علوم و فنون کی کتابوں کا ترجمہ اردو کے لباس میں ہمارے سامنے آ جائیگا۔ حال کے نامور مصنفین کی تصانیف بھی ہماری زبان میں بہت بڑا پایہ رکھتی ہیں۔ بہنیں اگر مطالعہ کی بلاناغہ عادت ڈال لیں تو وہ چند ہی روز میں ہر قسم کی طرز تحریر ہر مشکل عبارت کے سمجھ لینے پر قادر ہو جائینگی میرے خیال ناقص میں عورتوں کو تو مردوں سے زیادہ مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے اس لئے کہ مردوں کو حصول علوم